# پاک بھارت جنگ

محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

الحمد للہ کہ ۶؍ستمبر ۱۹۶۵ء مطابق ۹؍جمادی الاولیٰ ۱۳۸۵ء کے مبارک دن مملکتِ خداداد پاکستان میں ایک جدید اور مقدس باب کا افتتاح ہوگیا، یہ تاریخ پاکستان کی قومی زندگی کی کتاب میں ایک نئے باب کا آغاز ہے، اور پاکستان کی عزت ومجد کے عنوانات میں ایک شاندار عنوان کا اضافہ ہے۔مہاجر قوم کے بعد مجاہد قوم! اور ہجرت کے بعد جہاد! سبحان اللّٰہ، نور علی نور۔ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی قابلِ قدر اور لائقِ صد تشکُّر نعمت ہے۔

چند اہم حقیقتیں اور قابلِ عبرت بصیرتیں بھی اس مبارک افتتاح میں منظرِ عام پر آگئیں:

۱:- ہندوستانی حکومت کی بدنیتی، مکاری، عیاری اور نفاق۔

۲:-ان سے حسنِ معاشرت اور بہتر ہمسائیگی کے تعلقات کی توقعات سراب سے زیادہ کچھ نہیں۔

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

۳:- پاکستانی عساکر وافواجِ قاہرہ کے مجاہدانہ ولولے اور عزائم، سرفروشانہ جذبات اور احساسات، دین ووطن پر مر مٹنے کی پوری اہلیت وصلاحیت اور میدانِ کارزار میں استقلال واستقامت اور ذوق وشوقِ شہادت۔

۴:- پاکستانی افواجِ منصورہ کی فنی مہارت، قابلیت، بحری، بری اور فضائی افواجِ قاہرہ کے فوق العادۃ حیرت انگیز کارنامے جن سے سلف صالحین کے محیر العقول کارناموں کی یاد تازہ ہوگئی اور اقوامِ عالم کے سامنے پہلی مرتبہ پاکستانی فوجوں کے جوہر اس طرح کھلے کہ دشمنانِ اسلام پر بھی سکتہ

طاری ہوگیا اور آخر اُن کو بھی پاکستانی افواج کی برتری اور قابلیت، نیز سرفروشانہ وجاں نثارانہ خصوصیت کا اعتراف کرنا پڑا: ’’والفضل ماشهدت به الأعداء‘‘ ...... ’’بزرگی وہ ہے جس کی دشمن بھی شہادت دیں۔‘‘

۵:- دشمن قیدیوں کے ساتھ ہتھیار ڈالنے کے بعد انتہائی ہمدردانہ، شریفانہ اور حوصلہ مندانہ، انسانیت نواز سلوک۔

۶:- پاکستانی افواج اپنے ملکی دفاع کی پوری قابلیت اور صلاحیت رکھتی ہیں اور وہ حملہ آور دشمن کی چند در چند فوجی طاقت اور سامانِ جنگ کی فراوانی کے باوجود ہر محاذ پر منہ توڑ جواب دے سکتی ہیں۔

۷:- فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں أیده الله بنصره کے حسنِ تدبر، مجاہدانہ عزیمت، اہلیت، قیادت اور شجاعت وجواں ہمتی کے ساتھ ہی ساتھ سیاسی تدبر کے جو ہر بھی اس طرح منظر عام پر آگئے کہ دنیائے اسلام کو اس کا یقین ہوگیا کہ موصوف دنیائے اسلام کی قیادت کی صلاحیت کے مالک ہیں۔

۸:- پاکستانی قوم بھی اس قدر باشعور اور سمجھدار ہے کہ ملکی دفاع کے نازک ترین مرحلہ پر اپنے تمام باہمی اختلافات اور ذاتی منافع کو یکسر پس پشت ڈال کر اپنے حکمرانوں کی ہر آواز پر لبیک کہنے، تعاون کرنے اور تن، من، دھن سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہوگئی اور زندگی کے ہر شعبہ میں اتحاد اور تنظیم کا مکمل مظاہرہ کیا اور اس قدر حوصلہ مند ہے کہ دشمن کی تباہ کن بمباریوں سے شکستہ خاطر اور ہراساں ہونے کے بجائے اس کے جوش وخروش اور ذوق وشوقِ شہادت میں چند در چند اضافہ ہوتا ہے، والحمد لله علی ذلک.

## قابلِ عبرت نتائج وحقائق

ان بصیرت افروز حقائق اور عبرت انگیز واقعات سے جو عظیم نتائج نکلے ہیں وہ بھی قوموں کی زندگی کی تاریخ میں آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں:

۱:- جھاد فی سبیل اللہ اور اعلاء کلمۃ اللہ کا فریضہ انجام دینے کے لیے پاکستانی قوم میں ایک نئی روح پیدا ہوگئی۔

۲:- دشمنانِ اسلام کے دلوں پر پاکستانیوں کا رعب چھا گیا ’’تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ‘‘ ...... ’’تم اللہ کے دشمنوں پر اور اپنے دشمنوں پر اس سے ہیبت اور رعب طاری کردو‘‘ کی تفسیر سامنے آگئی۔

۳:- مسلمان اگر اللہ تعالیٰ پر مکمل اعتماد و توکل سے بہرہ ور ہوں تو ان کی امداد ونصرت کے

لیے ابھی اللہ تعالیٰ کی غیبی امداد نو بنو انداز میں ضرور آتی ہے۔

۴:- امریکہ ہو یا روس، برطانیہ ہو یا فرانس یہ سب کفر کی طاغوتی طاقتیں ہیں، ان سے کسی بھی خیر کی توقع رکھنا خالص حماقت ہے اور اُخروی سے پہلے دُنیوی خسران کا موجب ہے۔

۵:- پاکستان کو صرف اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور بھروسہ رکھنا چاہیے اور زندگی کے ہر شعبہ میں جلد از جلد اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی پوری پوری جدوجہد کرنی چاہیے، اور ارشادِ خداوندی: ''وَأَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ'' (الانفال:۶۰)...... ''اور جو بھی طاقت وقوت تم ان کے مقابلہ کے لیے مہیا کر سکتے ہو اس کی تیاری کرو۔'' پر مکمل طور سے عمل کرنا چاہیے اور اس سلسلہ میں کسی بھی قسم کی تقصیر یا تغافل ہرگز روا نہ رکھنا چاہیے۔

بہر حال ہندوستانی حکومت نے تمام بین الاقوامی اُصول پسِ پشت ڈال کر بغیر کسی سابقہ اعلانِ جنگ کے رہزنوں کی طرح پوری فوجی طاقت وقوت اور تیاری کے ساتھ پاکستان پر چوطرفی حملہ کر دیا اور اپنی بربریت اور بہیمانہ سلوک میں بھی اصلاً کوتاہی نہیں کی، لیکن احکم الحاکمین کے قانونِ قدرت نے کمزوروں کا ساتھ دیا اور آیتِ کریمہ کی:

''وَنُرِيْدُ أَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِيْنَ۔'' (القصص:۵)

''اور ہم چاہتے ہیں کہ جن لوگوں کو روئے زمین پر کمزور سمجھ لیا گیا ہے ان پر احسان فرمائیں اور انہی کو مقتدیٰ (بین الاقوامی قائد) بنا دیں اور انہی کو ان کے ملک وسلطنت کا وارث بنا دیں۔''

تفسیر وتشریح ایک بار پھر دنیا کے سامنے آ گئی کہ مٹھی بھر ناتواں اور (ہر لحاظ سے) کمزور افراد کو اللہ تعالیٰ نے وہ قوت وطاقت بخشی کہ دشمن کے سارے منصوبے خاک میں مل گئے اور آج دشمن کے ۱۶/ سو سے زیادہ مربع میل رقبہ پر پاکستانی فوجیں قابض ہیں اور پاکستانی پرچم لہرا رہا ہے۔ صدرِ مملکت سے لے کر چپڑاسی تک اور تاجر وصنعت کار سے لے کر معمولی مزدور اور آجر تک خواص وعوام ساری قوم میں حیرت انگیز اور بے مثل اتحاد وتعاون کی روح پورے طور پر کارفرما ہے اور پوری قوم دشمن کے سامنے ''بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ'' (آہنی دیوار) بن کر کھڑی ہوگئی ہے۔

### نعمتِ خداوندی اور اس کا شکریہ

۱:- اللہ تعالیٰ کی اس لائق فخر نعمتِ عظمیٰ کا شکر یہی ہے کہ ہم صلاح وتقویٰ کی اسی پاکیزہ زندگی

کو مستقل طور پر اختیار کرلیں جو اس وقت ہنگامۂ رزم وحرب نے پوری قوم کے اندر پیدا کردی ہے، اور خوف وخشیتِ خداوندی اور ذکرِ الٰہی کو اپنا شعار بنالیں۔ اور منکرات وفواحش کو جو اس اسلامی ملک میں غیرملکی تہذیب وتمدن کے تسلُّط اور ان یورپین خدا ناشناس قوموں کی قابلِ شرم نقالی کی بنا پر رائج ہوچکے ہیں' یک قلم ترک کردیں اور مغرب کی گندی، مہنگی اور بزدل بنادینے والی معاشرت کے بجائے سیدھی سادی اور سستی اسلامی معاشرت کو مستقل طور پر اپنالیں، اجتماعی زندگی میں فوق العادت طبقاتی تفاوت کو جہاں تک ممکن ہو ختم کردیں۔ شجاعت وبہادری کے احساسات کو بیدار کرنے والے خصائل، ایثار ومروت، جفاکشی وسخت کوشی، جواں مردی وحوصلہ مندی کو اختیار کرلیں، راحت پسندی وتن پروری، بے روح نام ونمود اور نمائش پسندی کو خیرباد کہہ دیں، خصوصاً غریبوں اور کمزوروں پر ترحم وشفقت کے جذبات کو زیادہ سے زیادہ بیدار کریں، ہر نوجوان فوجی بنے اور مجاہدانہ احساسات سے سرشار ہو۔ الغرض ایک ایسے صالح معاشرہ کی تشکیل کی جائے جو ''باللیل رھبان وبالنھار فرسان ''(رات میں تہجد گزار اور دن میں شہسوار) کی تفسیر ہو۔

## کسی قوم کی موت

حقیقت یہ ہے کہ جب کسی قوم میں دو مرض پیدا ہوجائیں: ۱:- ایک دنیا کی محبت، ۲:- دوسرے موت کا ڈر، تو سمجھ لینا چاہیے کہ یہ قوم مرچکی اور جب کسی قوم کو ان دونوں بیماریوں سے نجات نصیب ہوجاتی ہے تو وہ قوم حیاتِ ابدی سے ہمکنار ہوجاتی ہے۔ صحیح بخاری شریف میں ایک حدیث آئی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ: ایک وقت ایسا آئے گا کہ تم پر دنیا کی قومیں اس طرح یلغار کریں گی جس طرح کھانے والے کھانے پر ٹوٹ پڑتے ہیں، صحابہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا اس زمانہ میں ہم مسلمانوں کی تعداد اتنی تھوڑی ہوگی؟ فرمایا: نہیں! تم اتنے زیادہ ہوگے کہ اس سے پہلے کبھی تمہاری اتنی تعداد نہ ہوئی ہوگی، مگر تمہاری مثال ایسی ہوگی جیسے سیلاب پر خس وخاشاک، دشمنوں کے دل سے تمہاری ہیبت نکل جائے گی اور تمہارے دلوں میں وہن پیدا ہوجائے گا۔ پوچھا کہ: وہن کیا چیز ہے؟ ارشاد فرمایا: دنیا کی محبت اور موت سے خوف۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الملاحم، باب فی تداعی الامم علی الاسلام، ج:۲، ص:۵۹۰، ط: حقانیہ) اس حدیث سے واضح طور پر ثابت ہوگیا کہ مسلمانوں کی کامیابی وکامرانی کا عددی اکثریت پر کبھی بھی مدار نہیں رہا ہے، نہ ہی عددی اکثریت میں اسلام کی قوت مضمر ہے، بلکہ مسلمانوں کی طاقت وقوت کا راز یہ ہے کہ اُن کے قلوب دنیا کی محبت سے پاک اور موت کے خوف سے اُن کے دل آزاد ہوں۔

آپ نے دیکھا کہ اس موجودہ معرکۂ حق و باطل میں مسلمانوں کا جو جوہر سب سے زیادہ نمایاں رہا ہے وہ مسلمان نوجوانوں کے دلوں میں دنیوی زندگی کی بے وقعتی اور شہادت کی موت کو لبیک کہنے کا ذوق وشوق ہے۔ دنیا نے ایک بار پھر اسلامی روح اور اسلامی قوت وطاقت کا منظر دیکھ لیا اور مسلمان افواج کی بے نظیر شجاعت اور شوقِ شہادت نے تاریخ میں ایک نئے اور شاندار باب کا اضافہ کردیا۔ یہ واقعہ دورِ حاضر کی تاریخ کا سنہرا باب ہے جس کو عصرِ حاضر کا مؤرخ زریں حروف میں لکھے گا۔

کاش! اگر ہماری قوم کی غالب اکثریت میں یہی روح کارفرما ہوجائے تو دنیا اور اس کی قیادت کا نقشہ ہی بدل جائے، پرنہ دنیا پر امریکہ کی بالادستی نظر آئے نہ روس کی۔

## مسلمانوں کی بنیادی قوت

یہ حقیقت بالکل ظاہر وعیاں ہے کہ موجودہ اسباب ووسائل کی مادی دنیا میں ہم مسلمان ان کفر کی طاغوتی طاقتوں اور اسلام دشمن قوموں کے مقابلہ پر خواہ روس ہو یا امریکہ، جرمنی ہو یا برطانیہ، بہت پسماندہ ہیں۔ مادی وسائل اور حیرت انگیز سائنسی ترقیات میں ہم ان سے بہت پیچھے ہیں۔ ایسی صورت میں ہمارے لیے عقلاً بھی ان کے مقابلہ کا یہی مختصر اور محکم راستہ ہے کہ ہم اس رب العالمین سے اپنا رشتہ مضبوط جوڑلیں اور عبدیت کا تعلق اُستوار کرلیں جو اِن تمام مادی وسائل کا خالقِ حقیقی ہے اور اس کی قدرتِ کاملہ اور قوتِ قاہرہ کے سامنے ان کی کچھ بھی حقیقت نہیں ہے۔ بھلا اس خالق کائنات کی قدرتِ کاملہ کے سامنے ان ایٹم بموں اور ہائیڈروجن بموں کی کیا حقیقت ہوسکتی ہے جن کا وہ خود پیدا کرنے والا اور حقیقی موجد ہے؟!

اس کا یہ مقصد ہرگز نہ سمجھا جائے کہ ہم مادی اسباب ووسائل سے بے نیازی اختیار کرنے اور غفلت برتنے کا درس دے رہے ہیں۔ یہ تو خود خداوندی حکم ہے کہ جتنی بھی طاقت وقوت تمہاری استطاعت میں ہو، دشمنانِ اسلام کے مقابلہ کے لیے اس کو فراہم کرنے میں مطلق کوتاہی نہ کرو۔ لیکن اسی کے ساتھ ساتھ اعتماد کا اصل سرچشمہ وہ ذات قدسی صفات ہونی چاہیے، جس کے قبضۂ قدرت میں یہ تمام محیر العقول وسائل ہیں اور وہی اُن کا حقیقی مالک ومتصرف ہے۔ آپ نے دیکھا چینی قوم جو اَب سے بیس سال پہلے تک دنیا کی پست ترین افیمی قوم سمجھی جاتی تھی آج وہ قوم اپنی ہمت وجرأت اور تنظیم واتحاد، جفاکشی وسخت کوشی اور سرفروشی کی بدولت نہ صرف صنعت وحرفت میں بلکہ فنی وحربی قوت اور فوجی طاقت میں امریکہ اور روس کے لیے بھی وبالِ جان بنی ہوئی ہے اور وہ دنیا جو کچھ سرخ خطرہ سے لرزہ براندام ہوا کرتی تھی، اب زرد خطرہ سے پریشان اور حواس باختہ ہے، حتیٰ کہ اس نے اب امریکہ

وروس کے ایوانِ سیاست وتدبیر کو بھی متزلزل کردیا ہے۔ اگر ستر کروڑ چینی، امریکہ وروس کو مرعوب کرسکتے ہیں تو کیا دنیا کے ستر کروڑ مسلمان اگر آج تنظیم واتحاد، ہمت وعزیمت، ایثار ومحنت اور سرفروشی کی نعمت سے سرفراز ہوجائیں تو وہ ان طاغوتی طاقتوں کو مغلوب ومقہور نہیں کرسکتے ؟

آج اگر دنیا کی مسلمان قومیں اور حکومتیں اغیار کی ریشہ دوانیوں سے محفوظ ومامون ہوجاتیں اور جو قدرتی ذخائر ان بلادِ اسلامیہ میں قدرت نے پیدا کیے ہیں ان سے ان ’’عیار سفید فام‘‘ قوموں کے بجائے خود وہ مستفید ہونے لگیں تو دنیا کی سب سے زیادہ طاقتور اور باعزت قوم مسلمان بن جائیں۔

الغرض وقت کا تقاضا ہے کہ مادی ترقیات میں بھی ہم زیادہ سے زیادہ اغیار سے سبقت لے جانے کی کوشش کریں، مگر اس سے پہلے اللہ جل شانہٗ سے اپنا رشتہ جوڑیں اور تعلُّق استوار کریں تو آخرت کی نعمتوں کے ساتھ ساتھ دنیا کی نعمتوں سے بھی مسلمان ہی سرفراز ہوں گے۔ فَاعْتَبِرُوْا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....